

خطاب: شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید مدظلہ

ضبط و ترتیب: اصلاح اندین حقانی

## الہام کا کرشمہ

شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ نے گذشتہ سال ربیع الاول کے مہینے میں جامع مسجد دارالعلوم میں تبلیغی جماعت کے ایک اجتماع سے خطاب فرمایا تھا۔  
افادہ عام کے پیش نظر نذر قارئین ہے۔  
ادارہ

نَحْمَدُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْكَرِيمِ اِمَّا بَعْدُ - فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَالَّذِينَ جَاهِدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا  
وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ - (عنکبوت ۶۹)

محترم بزرگو اور عزیز طلبہ!

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے ایک وعدے کا ذکر ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اسلام کی سربلندی کے لئے جدوجہد کرتے ہیں ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ مناسب وقت پر کامیابی کا مناسب راستہ الہام فرمائے گا اور جو لوگ اسلام کی اشاعت کی کوشش کرتے ہیں۔ دین حق کے غلبہ اور اشاعت کے لئے مجاہدے کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر مناسب طریقوں کا الہام فرمائے گا۔ تمام الہی وعدوں کی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی بدرجہا سچا اور پورا ہونے والا ہے بلکہ اس کی چند مثالیں تو ہمارے سامنے ہیں۔

جمع قرآن کا کارنامہ الہامی تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ ائمہ و ہن میں آپ کو مسیہ کہہ اب سے نکل رہی پڑی۔ اس کے ساتھ جنگ میرے شمار حفاظ اور عظیم علماء شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر کو الہام فرمایا کہ قرآن کے الفاظ جمع کر دو تا کہ جنگوں میں قراء اور حفاظ کی شہادت کی وجہ سے حسرت و غم کا خطرہ ہے قرآن کے جمع کرنے سے اس کا مداوا ہو سکے۔ اس کے بعد صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے تو خود قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے مجھے کیا پڑی ہے کہ قرآن جمع کروں بلکہ اس الہامی تدبیر کے ذریعے اس نے قرآن جمع کرنے کا انتظام کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اِنَّا كُنَّا حَافِظُوْنَ اس سے نہیں کیا ہے کہ حفاظت کے اس وعدے پر اعتماد کر کے تم حفاظت کی اپنی کوششیں



بھی ترک کر دینا اللہ تعالیٰ کے وعدے کا یہ مطلب تھا کہ تم آرام سے بیٹھو، میں اس کی حفاظت کر دوں گا۔ بہر حال صدیق اکبرؓ کا یہ اقدام قرآن مجید کی حفاظت کا ایک ذریعہ بنا، لیکن صدیق اکبرؓ نے قرآن کو سات لغات میں جمع کیا تھا، ان میں قریش کی لغت کے علاوہ چھ دوسری لغات بھی تھیں، جن کی اجازت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوئی تھی، نیز حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مجموعہ میں اس کی وضاحت بھی نہ تھی کہ یہ لغت کس کی ہے نیز یہ کہ کونسی آیت محکم ہے کونسی منسوخ التلاوت ہے۔ یہ بات بعد مفسرین کا سبب بننے والا تھا کہ ایک لغت والے دوسرے لغت والوں کے قرآن کو قرآن سمجھنے سے انکار کر دیں۔ اس موقع پر حضرت عثمانؓ کو اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا اور اس نے قرآن کو لغت قریش پر جمع کیا اور مذکورہ خطرے کے سدباب کے سلسلے میں چھ دوسری لغات اور منسوخ التلاوت آیتیں نکال دیں۔ اس طرح اختلاف امت کا خطرہ ٹل جانے کے ساتھ ساتھ قرآن کی حفاظت کا دوسرا مرحلہ بھی طے ہوا۔

یہاں پر حضرت عثمانؓ نے بھی اس بات کو درخور اعتناء نہیں سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے بلکہ یہی سوچا ہے کہ قرآن مجید کی حفاظت اور پیدا ہونے والے فتنوں کے سدباب میں کوشش کرنا بڑی سعادت اور خوش قسمتی کی بات ہے۔

**تدوین فقہ الہام کا نتیجہ تھا** | نشاط اسلام اور مملکت اسلامی کی وسعت کے ساتھ ساتھ نئے اور پیچیدہ مسائل پیدا ہوئے جن کا حل قرآن دُست کی عبارت میں تو موجود نہ تھا لیکن اشارۃً النص و غیرہا میں وسعت کی وجہ سے اس کا حل وہاں موجود تھا تو اللہ تعالیٰ نے ائمہ مجتہدین کو ایک طریقہ کا الہام فرمایا کہ وہ قرآن دُست سے مسائل کا استنباط کریں اور وقت کے ضروری مسائل کا استخراج قرآن دُست سے کریں۔ امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے ساتھی استنباط مسائل کے اس اہم کام کیلئے کمر بستہ ہو گئے، اس کام کو سرانجام دینے کے لئے سفر و حضر میں تکلیفیں بھیلیں اور درس و تدریس کے ذریعے ہزاروں شاگردوں کو دین سکھایا۔ اشاعت دین کا یہ طریقہ بھی درحقیقت ایک الہامی طریقہ تھا۔

**مدارس کا قیام ایک الہامی راستہ** | پھر ان کے تلامذہ، علماء اور ان امراء اور وزراء کو جو خود بھی عالم تھے اللہ تعالیٰ نے مدارس کے قیام کا الہام فرمایا۔ ان مدارس کو بادشاہ، وزراء اور اہل حکومت چلاتے تھے، اس طرح تعلیم و تعلم کا سلسلہ کامیابی سے شروع ہوا۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ حصول علم بجائے خود فرض عین ہے یا بعض صورتوں میں فرض کفایہ ہے لیکن مدارس کا قیام اور ان کا نظام فرض عین ہے نہ فرض کفایہ، بلکہ زیادہ سے زیادہ اسے بدعت حسنہ کہہ سکتے ہیں اور اشاعت دین کا ایک الہامی راستہ اسے قرار دیا جاسکتا ہے۔



**تبلیغی جماعت الہام کا کرشمہ** | تقریباً ایک صدی قبل تبلیغ احکام، دعوٰی اور اصلاح امت مختلف طریقوں سے جاری تھا۔ حضرت مولانا محمد ایاں رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اصلاح امت کا ایک خاص طریقہ الہام فرمایا واضح رہے کہ اصلاح و تبلیغ فرض ہے لیکن یہ خاص طریقہ نہ تو فرض عین ہے نہ فرض کفایہ۔ ایومہ اکملت لکم دینکم کے نزول کے بعد نئے فرائض کی کوئی گنجائش نہیں ہے، صرف مصلحت وقت اور ایک بدعت حسنہ کا درجہ اسے دیا جاسکتا ہے نیز یہ بھی یاد رہے کہ یہ جماعت اسلامی مدارس کی پیداوار ہے۔ مدارس ہی میں اس کی نشوونما ہوئی ہے اس لئے تبلیغی جماعت اسلامی مدارس کا بیٹا ہے، باپ نہیں لیکن اچھا اور کام کا بیٹا ہے وفادار بیٹا ہے اور مقصد کے لحاظ سے بہت کامیاب اور موثر طریقہ ہے مجھے خود تبلیغی حضرات کے اس طریقہ سے کچھ زیادہ واسطہ نہیں پڑا لیکن چونکہ میں بتا چکا ہوں کہ یہ ایک الہامی طریقہ ہے۔ اس لئے اس کے متعدد مناقب اور فضائل ہیں۔ آج میں صرف دس مناقب ذکر کروں گا۔

**انابت الی اللہ** | اس الہامی طریقہ کار کے ذریعے انابت الی اللہ اور توکل علی اللہ پیدا ہوتا ہے۔ ان حضرات کا پہلا سبق لا الہ الا اللہ کا ہے اور اس کا مطلب اس جماعت کا ایک عامی بھی یہ بیان کرتا ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے، دوسری مخلوق کچھ نہیں کر سکتی اور انابت الی اللہ بھی درحقیقت یہی ہے کہ دل میں یہ یقین پیدا ہو جائے کہ خدائے ذوالجلال کے ارادے اور اذن کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ الغرض یہ جماعت توکل اور انابت کی یہ تعلیم دیتی ہے کہ دل سے اسباب نکال کر ایک ہی مسبب پر نظر رکھے جیسے کہ علامہ ابن قیم رحمہ فرماتے ہیں کہ توکل رفع اسباب کا نام ہے، قلب سے نہ کہ قالب سے۔ ہمارے طلبہ میں یہ بات بہت کم ہوتی ہے جبکہ تبلیغ والوں کو یہ یقین نصیب ہوتا ہے۔ بعض لوگ اس بات میں پیچیدگیاں تلاش کرتے ہیں کہ ہر چیز خدا کی ہے اور کیا نماز، روزہ اور حج وغیرہ بھی خدا کرتا ہے لیکن ان لوگوں کو اتنا علم بھی نہیں کہ دراصل یہ بات کہ ہر چیز خدا کے اذن و ارادہ پر موقوف ہے، قرآنی تعلیمات کا خلاصہ ہے اور تبلیغی حضرات کی مراد بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن و ارادہ کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اس پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ تو معطل ہیں لیکن درحقیقت یہ لوگ معطل نہیں بلکہ متوکل ہیں اور تعطل اور توکل میں بڑا فرق ہے، معترض لوگ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ تبلیغی حضرات دنیا و آخرت دونوں کی کھائی کے اعتبار سے عام لوگوں کی نسبت بدرجہ افاضل اور پیش ہیں۔ دنیا میں عموماً مالدار اور آخرت کیلئے زیادہ محنت کرتے ہیں، تو نہ معلوم یہ کیسے معطل ہیں کہ اس شدت سے عبادات اور ریاضتوں میں محو رہتے ہیں، ہر حال تبلیغی حضرات کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے بیان میں ذرا وضاحت سے کام لے کر یہ کہیں کہ یرکام اللہ تعالیٰ کرتا ہے اس کے ارادہ کے بغیر نہ کوئی کام ہوتا ہے نہ کوئی سبب کارگر ہوتا ہے۔ اس طرح وہ اس مہمل اعتراض سے بھی بچے



رہینگے۔

**انقلابی اثر** تبلیغی جماعت انسان کے اندر ایک عظیم انقلاب برپا کر لیتی ہے مثلاً اس جماعت میں شامل ہو کر لوگ دائرہ بڑھا دیتے ہیں، نماز پابندی سے بلکہ تہجد تک پڑھنے لگتے ہیں لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ انقلاب تبلیغ کا اثر ہے یا تعزیر (جلادطنی) کا، تو حق یہ ہے کہ یہ خاص اثر تعزیر کا ہے کیونکہ وعظ و تبلیغ اور قال اللہ اور قال الرسول تو ہم سب کرتے ہیں لیکن ایسا انقلاب لانے سے محروم ہیں۔ شریعت میں بھی تعزیر کی مثال زنا کے سزا کے طور پر موجود ہے یعنی جب غیر شادی شدہ شخص کے لئے زنا کی سزا کوڑے مقرر ہے، ساتھ ہی اسے ایک سال کے لئے جلا وطن بھی کیا جاسکتا ہے، تمام ائمہ کا اس پر اتفاق ہے، اتنی بات ضرور ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ تعزیر ہے قاضی اور خلیفہ کے صوابدید پر موقوف اور ان کے اختیار میں ہے اور اکثر ائمہ کے نزدیک یہ بھی حد زنا یعنی شرعی سزا کا جزو ہے۔ اس تعزیر کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جس ماحول میں انسان بھرم میں ملوث ہو چکا ہے، اس سے دور جا کر اس کی اصلاح ہو جاتی ہے تبلیغی حضرات بھی تعزیر کی اس حکمت کو مد نظر رکھ کر انسان کو کچھ وقت کے لئے اختیاری جلا وطنی کی دعوت دیتے ہیں تاکہ جو اصلاح محض تبلیغ اور وعظ سے حاصل نہ ہو، وہ گھر سے بے گھر ہو کر حاصل ہو جائے۔

**علم و عمل کا سنگم** ان حضرات کا علم اور عمل ایک ہی ڈگر پر چلتے ہیں، جو سیکھتے ہیں وہ کرتے ہیں، جبکہ ہمارے طالب علم حضرات میں سے بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں ماں باپ نے علم کے لئے بھیجا ہے، عمل کے لئے کب بھیجا ہے، اس کے برعکس اس جماعت کی خاصیت یہ ہے کہ یہ لوگ جتنا سیکھتے ہیں اتنا عمل کرتے ہیں۔

بعض حضرات کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ بعض اعمال ایسے بھی ہیں جن کی طرف یہ لوگ توجہ نہیں دیتے مثلاً یہ لوگ شادی شدہ ہو کر چار ماہ، سال یا اس سے بھی زیادہ مدت کے لئے گھر سے باہر جاتے ہیں حالانکہ شرعی لحاظ سے گھر والی سے چار ماہ میں صحبت ضروری ہے اور شوہر گھر سے کہیں باہر چار ماہ یا اس سے زائد مدت کے لئے جائے تو گھر والوں سے اجازت لینا لازم ہے جبکہ یہ لوگ اجازت نہ لینا ہی کمال سمجھتے ہیں لیکن یہ اعتراف درست اس لئے نہیں کہ ان حضرات کا یہ طرز عمل لاعلمی کی وجہ سے ہے، اگر سمجھا دیا جائے کہ یہ اجازت ضروری ہے تو اجازت ضرور لیں گے کیونکہ وہ مسائل پر علم آنے کے بعد عمل کرنے میں پیچھے نہیں ہٹتے۔

یہاں یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ اجازت نہ لینے کے لئے یہ بیاند بنانا غلط ہے کہ تبلیغ فرض عین ہے اور فرض عین بجا لانے کے لئے اجازت ضروری نہیں، اس لئے کہ پہلے میں کہہ چکا ہوں کہ اس



خاص طریقہ سے تبلیغ نہ فرض عین ہے نہ فرض کفایہ، جس طرح کہ مدارس عربیہ کا خاص نظام فرض نہیں، ہاں بدعات حسنہ میں اسے شمار کیا جاسکتا ہے، دوسری طرف اجازت لینا واجب ہے۔ علامہ ابن حاتم<sup>۲</sup> اور صاحب بدیع و ضائع نے اس کی تصریح کی ہے نیز حضرت عمرؓ کا بھی اس میں اثر موجود ہے کہ آپ نے لشکرِ اسلامی کے امراء کو خطوط لکھے کہ وہ شادی شدہ مجاہدوں کو چار ماہ میں ایک بار گھر ضرور بھیجا کریں۔

**علم نفسیات اور مزاج شناسی** | اس راستے میں نکلنے والوں کو نفسیات میں مہارت حاصل ہو جاتی ہے، انہیں معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم کا یہ مزاج ہے اس لئے ان سے بات کرنے کا طریقہ یہ ہوگا۔ تھانیدار کا مزاج یوں ہے تو اسے اس طرز سے دعوت دینگے، خان، فقیر، مزدور، غرض ہر طبقہ کے لوگوں کے مزاجوں کو پرکھ لیتے ہیں اور موقع سے موافق بات کرتے ہیں گویا اس کو مزاج شناسی اور نفسیات کا اہام سا ہوتا ہے۔ ہمارے طلبہ میں یہ وصف مفقود ہوتا ہے وہ ہر کام قوت اور دُندے سے کرنا چاہتے ہیں حالانکہ حضرت موسیٰ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَقُولَا لہ قَوْلًا لِّیْنَا، چونکہ موسیٰ علیہ السلام تیز مزاج اور جلالی طبیعت کے مالک تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ تنبیہ فرماتے ہیں کہ فرعون کے بکر اور خود پسندی کی رعایت کرتے ہوئے نرمی سے بات کرو۔

**قوت بیان** | اس جماعت کے خاص مناقب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس جماعت کا عامی سے عامی شخص بھی ایسے مؤثر انداز میں بات کرتا ہے، کہ آدمی دنگ رہ جاتا ہے اس لئے اگر بیان، دُعا اور دعوت کا سلیقہ سیکھنا ہو تو اس جماعت میں نکل جاؤ خصوصاً ایسے مدارس کے طلبہ کے لئے جہاں آزاد انجمنوں پر پابندی ہو ضروری ہے کہ ان چلتے پھرتے انجمنوں میں شمولیت اختیار کریں یہاں وہ بہت خوبی سے بیان کا طریقہ سیکھ لینگے۔

**آداب معاشرت کا مدرسہ** | اس جماعت کے لوگ زندگی کے ہر پہلو میں کام کے طریقے اور آداب سیکھ لیتے ہیں، وہ مسجد میں ہوں یا مدرسہ میں، راستہ میں ہوں یا دکان میں، روٹی اور پانڈی لیکائیں یا خلد کے لئے جائیں، راستہ کے بارے میں کسی سے پوچھنا ہو یا کسی کی دعوت میں جانا ہو، غرض کوئی بھی کام ہو، وہ اس کے آداب جانتے ہیں۔

**تنظیم** | یہ ایک عجیب منظم جماعت ہے، اس میں شہد کی مکھیوں جیسی تنظیم موجود ہے۔ ایک عامی کی امداد میں ایک عام اتباع کامل کی تصویر بنا بیٹھا ہے، گاؤں سے لے کر مرکز تک وہ اصول کا اتباع کرتے ہیں ان کے اجتماعات کو دیکھو تو حیرت ہوگی کہ کس خوش اسلوبی سے وہ آئینوں کے لئے قیام و طعام کا بندوبست کرتے ہیں، لاکھوں کی تعداد میں شرکاء کے لئے وضو کا پانی، بجلی اور دیگر ضروریات کا انتظام کرتے ہیں، میں تو اکثر کہا کرتا ہوں کہ پاکستان میں دو جماعتوں میں کامل تنظیم موجود ہے، ایک خوش قسمت ہے تبلیغی جماعت



اور ایک جماعت اسلامی ہے جو آناً فاناً سب کچھ ٹھیک کر دیتی ہے لیکن بات یہ ہے کہ ہے صحابہؓ کے مسائل کمزور اور دوسری جماعت تبلیغی جماعت ہے، یہ لوگ خوش قسمت ہیں۔

تبلیغی جماعت کے برعکس ہمارے طلبہ میں تنظیم کا فقدان ہے، ان کا ہر کام سرایا جھگڑا ہوتا ہے ضد اور حسد اس کی بنیاد ہوتی ہے، عظیم محدث امام نودیؒ شارح صحیح مسلم، رسول اکرمؐ کی حدیث اتما هلك من كان قبلكم باختلافهم في الكتاب۔ مثلاً کی شرح میں تصریح فرماتے ہیں کہ اعتقادات میں اختلاف حرام ہے۔ رہے فردی مسائل مثلاً رفح یدین، آمین بالجہر وغیرہ، تو ان میں اختلاف کی گنجائش ہے بشرطیکہ اس میں ضد اور تعصب نہ ہو، اب اگر کوئی حنفی یا شافعی دوسرے کو حق پر شمار کرے تو درست ہے لیکن اگر حسد اور تعنت کی بناء پر اختلاف کرے تو یہ بھی حرام ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ فردی مسائل میں اختلاف کے لئے کوئی نہ کوئی منشاء، دلیل، مثلاً آیت یا حدیث تو ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی حرام ہے جبکہ ہمارے ان سیاسی اختلافات اور میلانات کیلئے کوئی نص اور کوئی دلیل موجود نہیں، اس لئے ظاہر ہے کہ ان امور میں اختلاف اور خصوصاً بغض و عناد کو منشاء بنا کر اختلاف کرنا جائز نہیں۔ اس کی حیثیت زیادہ سے زیادہ ایک فرعی مسئلہ کی ہو سکتی ہے اور اس کا دار مدار بھی محض رائے پر ہوتا ہے اگر اس سلسلے میں میرا فتویٰ چاہتے ہو تو سن لو کہ آپ کے یہ جھگڑے بالکل حرام ہیں، دینا محض تنظیم کی بناء پر ایک دوسرے سے دوریاں اور تحاسد و تباغض چھوڑ دو، علماء کی توہین نہ کرو، اس طرح علماء کی صفوں میں اتحاد ہوگا اور ان کی بات بھی موثر ہوگی۔

رہی سیاست کی بات تو اس زمانہ کی حکومتیں نہ تو حق پسند ہیں نہ حق کا اتباع کرنا چاہتے ہیں وہ تو محض شور و شر سے مرعوب ہونا چاہتے جانتے ہیں، اس طرہ آج کل کے سیاستدان بھی کوئی نظریہ نہیں رکھتے، پڑھتے سورج کے پجاری ہیں۔

اداروں کے کمزور طلباء کو اس پٹریا سے سیاست سیکھنی چاہیے۔ حکایت ہے کہ ایک درخت پر ایک پٹریا کا گھولسلا تھا۔ ایک روز تیز بارش اور ہوا کی وجہ سے وہ درخت سے گر گئی۔ ساتھ ہی اُپلوں کے ایک ڈھیر پر ایک گیدڑ بھی سردی کی شدت سے ٹھکڑا ہوا بیٹھا دھوپ کھا رہا تھا کان میں ایک منگنی بھی پھنسی ہوئی تھی، اس کی نظر پٹریا پر پڑی تو اسے پکڑ لیا۔ پٹریا نے کہا کہ دیکھو، میں چھوٹا سا پرندہ ہوں، مجھے کھا کر تمہیں کچھ بھی حاصل نہ ہوگا اس لئے جو بھی تم کہو گے مجھے قبول ہوگا لیکن مجھے چھوڑ دو۔ گیدڑ بولا تو کیا میری ہر بات مانو گی پٹریا نے کہا ضرور۔ گیدڑ نے کہا کہ پھر میں جو کہوں وہی کہو، پٹریا بولی کہو۔ گیدڑ نے حکم دیا، کہو کہ شہزادہ بیٹھا ہے سونے کے ڈھیر پر اور کان میں سونے کی بالی ہے۔



پرٹیا نے تعمیل حکم کیا۔ گیدڑ نے چھوڑ دیا تو اڑ کر قریب ہی درخت پر بیٹھی اور کہنے لگی "ایک ذیل گیدڑ بیٹھا ہے گندگی کے ڈھیر پر اور کان میں منگنی ہے۔" تو یہی آج کل کی سیاست ہے۔

**اطاعت امیر** | ان حضرات میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ امیر کی ہر بات کو بغیر چون و چرا کے مانتے ہیں جبکہ ہمارے طلبہ میں امیر کی اطاعت مفقود ہے، ہر کوئی اپنی ہانکتا ہے۔

**جاذبیت** | یہ تحریک ہر طبقہ اور ہر مکتب فکر کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے، عوام ہوں یا علماء، امیر ہوں یا غریب، وزیر ہوں یا بادشاہ، جو بھی ہوں ان کی مقناطیست کے آگے مسح ہے، اگرچہ بعض لوگ تبلیغ میں بھی اغراض لے کر جاتے ہیں مثلاً سیاسی لوگ نیک لوگوں کے ساتھ اپنی معیت دکھلا کر اپنے انتخاب کی راہ ہموار کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ اس سال تو صدر بھی گیا تھا، میں تو خوش نہیں تھا اس لئے کہ یہ شخص تو اپنی اسلام پسندی ثابت کرنا چاہتا ہے اور ممکن ہے ایسا ہی ہو، لیکن دوسری طرف اس شخص میں ایک عجیب خوبی ہے وہ یہ کہ جو لوگ بھی اس کے قریب ہو جاتے ہیں، ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیتا ہے، ابھی مسلم لیگ کو مقرب بنایا تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، نیشنل پارٹی وغیرہ کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں خدا تبلیغ والوں کی نیر کرے، ایسا نہ ہو کہ ان میں سے بھی کچھ لوگوں کو الگ کر کے ان میں پھوٹ ڈال دے

**گشتی شفا خانہ** | بعض شفا خانے ایسے ہوتے ہیں جس میں علاج کے لئے تمہیں جانا پڑتا ہے اور ان کی نظیر آپ کے یہ دینی مدارس اور خانقاہیں ہیں۔ تم دور دراز علاقوں سے مدارس کے پیچھے جاتے ہو لیکن تبلیغ کا یہ شفا خانہ خود لوگوں کے پیچھے پھرتا ہے تاکہ اگر کوئی بیمار قابل علاج ہے تو اس کا علاج کرے۔

بقیہ از صفحہ ۲۳

تھے اور ان سے ہندوستان میں چنداں تعارف نہ تھا، جب یہاں مفتی صاحب قائد جمعیت ہوئے اور شہرہ آفاق حیثیت حاصل ہوئی تو حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نے تعارف کرایا اور مولانا مفتی محمود بعد میں ہمیشہ مجھ سے ایسے واقعات سننے اور جب میں نے حضرت مدنی کے مذکورہ الفاظ سنائے تو سننے ہوئے عیش عیش کر اٹھے اور بہت خوش ہوئے۔

فرمایا کہ میں قیام پاکستان کے بعد بھی ایک زمانہ تک وہاں ہندوستان کے مدارس میں مدرس رہا اس لئے اس وقت کے حالات کے تفصیلات مکمل طور سے یاد ہیں۔

فرمایا کہ حضرت مدنی سہ ماہی کر کے سو جاتے۔ ایک دفعہ میں سہ ماہی کر رہا تھا کہ حضرت سو گئے۔ ماہی بند کر کے آیا تو طلبہ انتظار میں تھے اور ہر ایک کہتا کہ یہ ہاتھ میرے سر پر مل لیں۔ یہ طلبہ کاشوق تھا کہ تبرک کے لئے ایسے موقعوں سے فائدہ اٹھاتے۔